سوال

(7) یوم تمنائے موت،جمعہ یا سوموار؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کہا جاتا ہے کہ جب کوئی آدمی جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن فوت ہوجائے تو اللہ جل جلالہ اس پر سے قیامت تک عذاب ہٹا لیتا ہے۔ یہ مسئلہ کہاں تک درست ہے؟ (سائل زرین جمال سلفی نگری ضلع بونیر) (۲۵ اکتوبر، ۱۹۹۱ئ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جمعہ کی رات یا دن موت کی فضیلت کے بارے میں وارد روایات ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''صحیح بخاری'' کے کتاب الجنائز کے اختتام پر حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی حدیث:

'مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ' (سنن الترمذی، باب ما جاء فیمن مات یوم الجمعة، رقم: ۱۰۷۴)

''یعنی جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ فرما لیتا ہے۔''

نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

'وَفِي إِسْنَادِهِ ضَعْفٌ وَأَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ نَحْوَهُ وَإِسْنَادُهُ أَضْعَفُ' (فتح الباری: ۲۵۳/۳)

''اس حدیث کی سند میں ضعف ہے اور اس کی مانند حدیث ابو یعلی نے بھی حضرت انس سے بیان کی ہے لیکن اس کی سند اس سے بھی زیادہ کمزور ہے۔''

مذکور حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں:

'وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ رَبِيعَةُ بْنُ سَيْفٍ إِنَّمَا يَرْوِي عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَلاَ نَعْرِفُ لِرَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ سَمَاعًا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو' (سنن الترمذی، باب ما جاء فیمن مات یوم الجمعة، رقم: ۱۰۷۴)

''یہ حدیث غریب ہے اوراس کی سند متصل نہیں۔ ربیعہ بن سیف کی روایت توعبداللہ بن عمرو سے ابوعبدالرحمن حبلی کے واسطہ سے ہے۔ ربیعہ بن سیف کا سماع عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے معلوم نہیں ہوسکا۔''

شارح ترمذی علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'فَالْحَدِیثُ ضَعِیفٌ لِانْقِطَاعِہِ لَکِنْ لَہُ شَوَاہِدُ'

''پس انقطاع کی بنا پر حدیث ضعیف ہے لیکن اس کے کچھ شواہد ہیں۔''

پھر علامہ سیوطی سے بحوالہ ''مرقاۃ'' کچھ آثار وشواہد نقل کیے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی،ج:۴،ص:۱۸۸) بہر صورت ان آثار کی صحت یا قابلِ صحت ہونا مشکوک ہی نظر آتا ہے۔ جب کہ علامہ سیوطی کی شخصیت بھی رطب ویابس جمع کرنے میں معروف ہے۔ مجھے اس وقت سخت تعجب ہوا جب میں نے استاذِ محترم مفتی محمد عبدہ صاحب مدظلہ العالی کی کتاب ''احکام جنائز'' کا مراجعہ کیا تو اس کے حواشی میں بحوالہ ''تحفہ'' فرماتے ہیں:

'مسند احمد۔ ترمذی وَلَہُ شَوَاہِدُ فَالْحَدِیثُ بِمَجْمُوعِ طُرُقِہِ حَسَنٌ اَوْ صَحِیحٌ'

''یعنی عبداللہ بن عمرو کی روایت ''مسند احمد'' اور ترمذی میں ہے اوراس کے کچھ شواہد بھی ہیں۔ پس حدیث مجموع طرق کے اعتبار سے حسن یا صحیح ہے۔''

دراں حالیکہ مذکور عبارت محل مقصود میںقطعاً نہیں ہے۔ البتہ ایک دوسرے مقام پر علامہ موصوف فرماتے ہیں: ''یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کی تائید متعدد حدیثوں سے ہوتی ہے۔ (فتاویٰ ثنایہ،ج:۲،ص:۲۵)

گویا کہ موصوف کا رجحان اثبات مسئلہ رفع عذاب کی طرف ہے لیکن اس بارے بدرجہ حجت واستدلال

کا حصول ایک مشکل امر ہے۔ اوریہ بات مسلّمہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا انتقال سوموار کے روز ہوا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں اسی تمنا کا اظہار کیا تھا۔ اس پر امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں تبویب یوں قائم کی ہے: 'بَابُ مَوْتِ یَوْمِ الاِثْنَیْنِ'

شارحین حدیث نے لکھا ہے اس سے مصنف کا مقصود جمعہ کی فضیلت کے بارے میں وارد حدیث کی تضعیف ہے۔ واقعاتی طور پر وفات کا جو دن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ خاتم النبیین ﷺ کے لیے منتخب اورپسند فرمایا وہی افضل اور بہتر ہونا چاہیے۔ اسی بنا پر خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس دن موت کی چاہت کی تھی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3،کتاب الجنائز:صفحہ:80

محدث فتویٰ